جناب مصنف نے اپنا نقطہ نظر کھل کر لکھا ہے۔ زبان سادہ ہے، مگر کتابت کی اغلاط بہت زیادہ ہیں۔ بعض الفاظ (مثلاً نکلے گا، ملیں گے) جوڑ کر لکھے گئے ہیں جو درست نہیں۔ صفحہ ۱۷ پر جناب مصنف نے "صحیح بات کیا ہے؟" کے زیر عنوان لکھا ہے:

> یسعیاہ کی پیش گوئی میں ایک "دوشیزہ" کا ذکر ہے، کنواری کا نہیں۔ اب موجودہ زمانے میں بائبل کے بہت سے ترجموں میں یسعیاہ میں دوشیزہ ہی لکھا جاتا ہے، مگر متی میں کنواری---(ص ۱۸)

اُردو لغت میں "دوشیزہ" اور "کنواری" مترادف الفاظ ہیں۔ مصنف کے ذہن میں ان کے درمیان کیا فرق ہے، واضح نہیں ہوتا؟

۴۶ صفحات کا یہ کتابچہ کارڈ بورڈ کی سادہ سی جلد سے مزین ہے، اور "انٹرفیتھ پبلشرز، ۵-۳ گلی نمبر ۶۳، ایف ۷/۳-اسلام آباد" سے چالیس روپے میں دستیاب ہے۔

(ادارہ)

لمحۂ فکریہ

جناب عبدالرشید ارشد کے اس کتابچے کا پورا عنوان ہے: "اسلامی جمہوریہ پاکستان میں اسلامی تعلیمات اور اسلامی اقدار پر آزادی و حقوق نسواں کی آڑ میں نام نہاد مسیحی-سماجی اداروں کی نشتر زنی- مسلمانوں کے لیے لمحۂ فکریہ" مؤلف نے آزادی نسواں کے نام پر کام کرنے والی ایک غیر سرکاری تنظیم-"شرکت گاہ"- کے "خبر نامہ" اور اس کی شائع کردہ کتابوں سے اقتباسات دے کر اپنا نقطہ نظر بیان کیا ہے۔ کتابچہ ایک عام پاکستانی مسلمان کے جذبات کا عکاس ہے۔ جناب مؤلف نے اپنے "مقدمے" میں لکھا ہے:

> اقلیتوں کے وجود سے کوئی ملک خالی نہیں ہے، کسی ملک میں مسلمان اقلیت میں ہیں تو کسی میں عیسائی، یہودی، ہندو، بدھ، پارسی اور سکھ وغیرہ ہیں۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان دوسری طرز کی جمہوریہ ہے جس میں اکثریت کا مذہب اسلام ہے۔
>
> ہر ملک کی یہ قانونی اور اخلاقی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ ملک میں آباد اقلیتوں کو ہر طرح کے تحفظ کی ضمانت دے۔ اسی طرح ہر ملک کی اقلیتوں کی قانونی اور اخلاقی ذمہ داری ہے کہ وہ اکثریت کے دین، مذہبی عقائد و رسوم اور مروجہ ملکی قوانین کا احترام کریں۔ اپنے دستوری تحفظات سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش نہ کریں۔

اسلام کی ساڑھے چودہ سو سالہ تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ اپنے ہر دور حکمرانی میں، ہر خطہ میں، اس نے اپنی اقلیتوں کو تمام تر تحفظات سے نوازا اور تاریخ اس بات پر بھی گواہ ہے کہ اقلیت ہوتے ہوئے یہود و نصاریٰ نے ہمیشہ ناجائز فائدہ اٹھانے کے کسی موقع کو ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ یہ اپنے اپنے ظرف کی بات ہے۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں عیسائی اقلیتوں کو ہر تحفظ میسر ہے، شہری حقوق میں برابری کی نعمت میسر ہے، مگر اکثریت کے دینی تقاضوں کو پامال کرنے کی جہاں صورت میسر آئی، یہ بھرپور استفادہ کرنے کے لیے میدان عمل میں، ہر اخلاق سے عاری، مصروف عمل پائے گئے اور یہود و ہنود نے ان کا بھرپور ساتھ دیا۔ ہماری اس بات پر پاکستان کی نصف صدی کی تاریخ گواہ ہے۔

مذکورہ بات، جسے سطحی نظر رکھنے والے الزام تراشی کہہ سکتے ہیں، کی تائید میں ہم نے وطن عزیز میں مسیحی اداروں کی، سماجی اداروں کے بہروپ میں، سرگرمیوں کا جائزہ لیا ہے اور مسیحی سماجی ادارے "شرکت گاہ" کی سرگرمیوں میں اشتراک کرنے والے ملکی اور غیر ملکی اداروں تنظیموں سے، انہی کے ترجمان "خبرنامہ" کے ذریعے اہلِ وطن کو روشناس کرایا ہے۔ اس طویل فہرست میں یہودی اور مسیحی تنظیموں کے نام موجود ہیں اور اس کے علاوہ وہ بھی جو بالواسطہ ان کی سرپرستی میں پیش پیش ہیں۔

اس سماجی ادارے "شرکت گاہ-لاہور" اور اس سے اشتراک عمل کرنے والے دیگر سماجی اداروں کا دائرہ کار، بقول ان کے، "خواتین زیر اثر مسلم قوانین" ہے، گویا عورت کے حقوق اور عورت کی آزادی دنیا کے ہر خطہ میں تو محفوظ و مامون ہے، مگر شدید ترین خطرات لاحق ہیں تو ان ممالک میں جہاں کسی نہ کسی پہلو سے اسلام اور اسلام کے ضوابط موجود ہیں۔ اس بات کو یوں بھی بیان کیا جا سکتا ہے کہ مسلمان ممالک میں مسلمان خواتین کی اکثریت کو بالخصوص اور اقلیتی خواتین کو بالعموم، اسلام کے ضابطہ حیات سے جو "ممکنہ خطرات" ہو سکتے ہیں، ان سے بچاؤ یہود و نصاریٰ اور ہنود کے "سماجی اداروں" کے توسط سے ہی ممکن ہے، جنہوں نے اپنے آپ کو مسلمان کہلوانے والی بعض دین بیزار بیگمات کو اپنی صفوں میں شامل کر رکھا ہے کہ انہیں بطور ڈھال استعمال کیا جا سکے۔

یہ حقیقت کسی دلیل کی محتاج نہیں ہے کہ آغاز اسلام سے ہی یہود و نصاریٰ اس دین کے دشمن رہے ہیں اور ہر دور میں، ہر خطے میں جو کچھ ان سے بن پڑا، وہ عملاً کیا گیا اور

آج بھی کیا جارہا ہے۔ یہود و نصاریٰ کی تحقیق کا نقطہ عروج یہ ہے کہ مسلمان کی تعداد بھی ہمارے لیے خطرناک ہے اور اسلامی اقدار سے اس کی وابستگی تو خطرناک ترین ہے۔ دونوں مقاصد کے حصول کی خاطر مردوں پر محنت کرنا وہ نتائج نہیں دے سکتا جو ہماری منزل (مسلمان کو مغلوب رکھنا) کو قریب تر کرے۔ اس کے برعکس اگر عورت کو ترجیح دے کر اس پر محنت کی جائے، پوری توجہ دی جائے، اسے محرومیوں کا احساس ہی نہیں، یقین دلادیا جائے، اسلامی تعلیمات کو توڑ مروڑ کر اور مغرب کی چکا چوند کو حسین ترین بنا کر اس کے سامنے رکھا جائے تو اس کے پاؤں ڈگمگا جائیں گے اور منزل قریب ترین آجائے گی۔ ایک مرد کا بگاڑ صرف ایک اکائی کا بگاڑ ہے، مگر ایک عورت کی گمراہی ایک خاندان کی گمراہی ہے، لہذا عورت کے گرد گھیرا تنگ سے تنگ کیا جائے، پھر یہی عورت مرد کے بگاڑ کا سبب خود ہی بن جائے گی۔ ہم نے "شرکت گاہ" کے لٹریچر سے اسی زہر کو آپ کے سامنے رکھا ہے۔

کاش! مسلمان عورت اپنی ان مسیحی "محسنات" سے سوال کر سکتی کہ جن ممالک میں (ان کی سوچ اور دعویٰ کے مطابق غیر مسلم ممالک) عورت کو تمام تر تحفظات حاصل ہیں، وہاں جنسی تشدد، اغوا، قتل، گینگ ریپ، خودکشی کے معاملات کی شرح فیصد مسلم ممالک کی نسبت کیا ہے؟ سویڈن، ناروے اور ڈنمارک میں عورت جس "آزادی کے مزے" چکھتی ہے اور امریکہ میں حقوق کے علمبرداروں کی ناک کے عین نیچے نیویارک میں، چند گھنٹے بجلی بند ہونے پر، حقوق یافتہ خواتین کی کتنی تعداد نے "آزادی اور حق" کا مزہ چکھا تھا، مغرب زدہ خواتین کا سر جھکانے کے لیے تو اسی کا جواب کافی ہے۔

آزادی و حقوق کی ضمانت ہر اکثریت و اقلیت کے لیے صرف اور صرف اسلام کے نظام عدل کے عملی نفاذ میں ہے۔ اس پر خلافت راشدہ کا ۳۰ سالہ دور گواہ ہے۔ اگر ہمارا عقلمند ہونے کا دعویٰ محض مجذوب کی بڑ نہیں ہے تو اخلاص نیت کے ساتھ اسی نظام کو واپس لانے اور عملاً نافذ کرنے کی کوشش کیجیے، کسی کو آزادی و حقوق نہ ملنے کا شکوہ ہی نہ رہے گا۔ یہ سنہرا دور تو آزمودہ ہے۔

۵۲ صفحات کا یہ کتابچہ "رائٹرز فورم جوہر پریس بلڈنگ - جوہر آباد" نے شائع کیا ہے۔ قیمت درج نہیں کی گئی۔

(ادارہ)